ڈاکٹر ظفر احمد

پاکستان میں ترک طالبعلموں کی تحصیل اردو: روایت، مسائل، تجاویز

TURK STUDENTS LEARNING URDU IN PAKISTAN: HISTORY, PROBLEMS, SUGGESTIONS

ZAFAR AHMED*

ABSTRACT

The relations between Turkey and Hindustan especially Muslims of Hindustan are based on brawny historical foundations. History tells that during "Khilafat movement" in early 20th centaury Hindustani Muslim's love for Turkey was obvious and very high. Before 20th centaury many Turkic speaking Central Asian conquerors ruled Hindustan or its parts for many centuries. These multi dimensional relations always required language understanding of each other for continued communication. This is the reason that among elites of Hindustan many commoners also learned Turkic languages beside Arabic and Persian. These strong built relations continued further between Pakistan and Turkey after the partition. Turkey has gained more importance economically alongside historical and geographical. Interests in Pakistan by Turk increased in recent years. Affects of these relations can be traced in both languages.

National University of Modern Languages, is the only and authentic university of

Pakistan which is well-known the world over for teaching modern languages. Although Punjab University in Lahore and some private institutes teach few world languages, but still NUML specially its Urdu department is famous for its latest scientific and linguistic methods. Since its establishment in 1976 the Urdu department receives a lot of students from all over the world. Among them a significant number has always belonged from Turkey and it continues. In this article the problems Turk students confront during their stay at NUML while learning Urdu are discussed. Primarily the language related issues like Phonetics, Morphology and syntax are focused. Administrative issues

* Assistant Professor Dr., Department of Urdu, National University of Modern Languages, Islamabad

they face are also included here. The objective is to highlight the issues and suggest possible solutions so that both benefit, Urdu teachers and learners.

Key words: Urdu-Language-teaching, Turk, Linguistics

ترکی اور ہندوستان خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کے روابط قدیم سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں۔ تحریک خلافت میں ہندوستانی مسلمانوں کی ترکوں کے لیے محبت اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ اس سے قبل ہندوستان کے بیشتر وسط ایشیائی حکمرانوں کی زبان بھی ترکی تھی۔ یوں کئی سطحوں پر استوار تعلقات کا ہمیشہ سے یہ تقاضا رہا کہ ایک دوسرے کی زبان سیکھی جائے تاکہ ابلاغ کے مسائل ان کے مابین حائل نہ ہو پائیں۔ یہی سبب ہے کہ ہندوستانی خواص کے علاوہ عوام کی ایک قابل ذکر تعداد عربی و فارسی کے ساتھ ترکی زبان پر بھی عبور رکھتی تھی۔ پاکستان کے قیام کے بعد عرصے سے جاری اس تعلق میں مزید اضافہ نظر آتا ہے۔ ترکی اب جغرافیائی و تاریخی قدروں کے ساتھ معاشی اعتبار سے بھی نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ دوسری جانب پاکستان میں ترکوں کی دل چسپی بھی روزافزوں ہے۔ صدیوں سے قائم ان روابط کے اثرات اردو اور ترکی زبان و ادب میں بآسانی تلاش کیے جاسکتے ہیں۔

پاکستان میں بین الاقوامی زبانیں سکھانے کا سب سے بڑا اور مؤقر ادارہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگوئجز، اسلام آباد ہے۔ نمل کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں چند زبانوں کے شعبہ جات قائم ہیں۔ نجی سطح پر بھی کچھ ادارے تدریس زبان کے عمل میں شریک ہیں۔ البتہ اول الذکر کا مقام و مرتبہ منفرد اور نمایاں تر ہے۔ نمل میں شعبہ اردو زبان و ادب کو قائم ہوئے ربع صدی سے زیادہ وقت ہو چکا ہے۔ اس عرصے میں یہاں دنیا بھر سے طلبہ اردو زبان و ادب کی تحصیل کے لیے آئے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان طلبہ میں ترک طلبہ کی بھی ایک کثیر تعداد شامل ہے۔ زیر نظر مقالہ، ترک طلبہ کو اردو زبان کی تحصیل کے دوران پیش آمدہ چنیدہ مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔ جن میں انتظامی سے لے کر لسانی مثلاً صوتی، صرفی، نحوی اور اشتقاقی مسائل شامل

ہیں۔ اس کوشش کا مقصد ان مسائل کی نشاندہی کرنا اور حتی الامکان ان کا ممکنہ حل پیش کرنا ہے تاکہ مستقبل میں اردو کے اساتذہ اور ترک طلبہ ان سے مستفید ہوں۔

یونیورسٹی میں داخلے اور تدریس سے قبل غیر ملکی طلبہ کے بنیادی سوال یونیورسٹی / شعبے اور پروگرامز کی عمومی معلومات، مثلاً دورانیہ، فیس، قیام وطعام اور حصول ویزا کا طریقہ کار وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ بعض وجوہ کی بنا پر غیر ملکی طلبہ کو یقیناً ان ضروری سوالوں کے تشفی جواب حاصل کرنے میں دقت پیش آتی تھی۔ البتہ اب نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگویجز اسلام آباد نے طلبہ خصوصاً غیر ملکی طلبہ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام بنیادی معلومات اپنی ویب سائٹ پر مہیا کر دی ہیں۔ (۱) اس کے علاوہ ٹیلی فون اور ای میل کے ذریعے بھی طلبہ کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں ہر شعبے میں ایک استاد کو سٹوڈنٹ کونسلر کی اضافی ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے۔ سٹوڈنٹ کونسلر کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ بذریعہ ای میل موصولہ سوالوں کے فوری جواب دیے جائیں۔ پچھلے ایک سال کے دوران پچاس کے قریب طلبہ نے ای میل کے ذریعے شعبے سے رابطہ قائم کیا۔ (۲) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تعلیمی ویزا حاصل کرنے کے لیے ایک خاص طے شدہ مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے۔ چونکہ اس عمل میں یونیورسٹی کے علاوہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان اور وفاقی وزارتیں بھی شریک کار ہوتی ہیں لہذا طلبہ کو چاہیے کہ سمسٹر شروع ہونے سے کم از کم تین مہینے قبل داخلے کے لیے پراسس شروع کر دیں۔

انسان کو زبان سیکھنے کا ہنر قدرت کی طرف سے ودیعت ہوا ہے۔ (۳) انسانی دماغ کی ساخت ایسی ہے کہ ایک بچہ بغیر کسی استاد یا رسمی تعلیم کے مادری زبان سیکھ جاتا ہے۔ بعض لوگ اجنبی زبان پر بھی بہت جلد عبور حاصل کر لیتے ہیں۔ البتہ انسانوں کی ایک قابل ذکر تعداد ایسی ہے جنہیں بدیسی زبان سیکھنے کا مرحلہ کافی دشوار محسوس ہوتا ہے۔ لسانی حوالے سے اردو زبان سیکھنے کے لیے آنے والے طلبہ کی اگر ابتدائی سطح پر تقسیم کی جائے تو بآسانی دو بڑی قسمیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی قسم ایسے طلبہ کی ہوتی ہے جنہیں کوئی دوسری ہند آریائی

زبان آتی ہو۔ جبکہ دوسری قسم کے طلبہ اس خاندان کی زبانوں سے مکمل ناواقف ہوتے ہیں۔ چونکہ اردو زبان پر واضح طور پر عربی، فارسی اور ترکی کے اثرات پائے جاتے ہیں نیز اردو کا رسم الخط بھی نسخ کی ارتقائی صورت یعنی نستعلیق ہے۔ لہذا دوسری تقسیم میں ان طلبہ کو الگ کر سکتے ہیں جو عربی، فارسی یا ترکی میں سے کسی ایک زبان پر عبور رکھتے ہوں۔ یہاں ابتدائی دو زبانیں جاننے والے طلبہ زیادہ سہولت محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان زبانوں کے مابین متعدد دیگر اشتراکات کے ساتھ رسم الخط بھی مشترک ہے۔ ترکی التائی یا تورانی خاندان کی زبان ہے۔ اس طور ترک طلبہ فقط دونوں زبانوں کے دیگر مشترکات کا ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ترکی زبان کا رسم الخط اب چونکہ رومن ہے لہذا وہ اس سہولت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ البتہ مذہبی زبان ہونے کے ناتے ترک طلبہ کی بڑی تعداد عربی خط سے مانوس ہوتی ہے۔ ایسے طلبہ یقیناً اردو سیکھتے ہوئے نسبتاً کم پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔

عربی زبان کی ۳۳(۴) بنیادی اصوات کی نسبت اردو آوازوں کی تعداد ۶۹(۵) ہے، جو تقریباً دوگنی ہے۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ اردو ماہرین لسان تاحال اردو اصوات کی کسی حتمی تعداد پر متفق نہیں۔ البتہ بیشتر مذکورہ تعداد پر اتفاق کرتے ہیں۔ فارسی کی ۲۹ (۶) اور ترکی کی ۲۸ (۷) اصوات کے مقابلے میں بھی اردو اصوات کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ اردو کی بنیادی آوازیں ایک لحاظ سے اس زبان کی جامعیت اور ہمہ گیری کی ضامن ہیں تو دوسری جانب اس کے ابلاغ میں رکاوٹ کا بھی باعث ہیں۔ نئے سیکھنے والوں کے لیے جلد ان آوازوں سے مانوس ہو کر ان کی درست ادائیگی پر عبور حاصل کرنا قدرے مشکل امر ہے۔ جہاں اردو میں اصوات کی تعداد زیادہ ہے وہاں ان کے لیے مقرر علامات بھی دیگر زبانوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ ان علامات یا حروف کی ایک سے زیادہ شکلیں ان کی تفہیم کے عمل کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہیں۔ شعبہ اردو کا نصاب مرتب کرتے ہوئے ان نکات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان نصابات میں طلبہ کو ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچانے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اردو کی تمام ابتدائی کتب میں الفاظ خصوصاً مشکل الفاظ کو رومن خط اور بین الاقوامی صوتیاتی حروف میں درج کیا گیا ہے۔ تاکہ طلبہ بآسانی ان الفاظ کی صحیح ادائیگی پر قدرت حاصل کر سکیں۔ علاوہ

ازیں اساتذہ دورانِ کلاس، علم الصوات کے اصولوں کے مطابق تیار شدہ نقشہ جات اور چارٹس کی مدد سے اصوات کے درست تلفظ کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں شعبہ اردو، یونیورسٹی میں قائم مختلف لنگویئج لیبارٹریوں سے بھی استفادہ کرتا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اردو ایک ہند آریائی زبان ہے لیکن اردو میں رائج عربی اور فارسی خاص کر عربی زبان کی اصوات فقط تحریری صورت میں موجود ہیں۔ اردو دان طبقہ ان اصوات کو عربی صوتیات کے مطابق صحیح مخارج و طریق کے ساتھ ادا نہیں کرتا۔ اس کی بجائے وہ ان کے قریب ترین ہندوستانی یا مقامی اصوات استعمال کرتا ہے۔ ایسے موقعوں پر طالب علم گھبرا جاتا ہے، کیونکہ اگر وہ عرب ہے یا عربی زبان کا بنیادی فہم رکھتا ہے تو مانوس الفاظ کی نئی قرات فوراً قبول نہیں کر سکتا۔

حروف تہجی کی تعداد اور ان کی ایک سے زیادہ شکلیں بھی اردو سیکھنے کی راہ میں مزاحم ہوتی ہیں۔ دراصل یہ اردو رسم الخط پر کیا جانے والا ایک بڑا اعتراض ہے۔ اردو ماہرین لسان کی غالب اکثریت چونکہ اس خط کے حق میں ہے لہذا اس کمزور پہلو کا دفاع کرتے ہوئے اس مشکل سے عہدہ براہونے کی مختلف تراکیب پیش کرتی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس خط کا دفاع کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”زبان اور رسم الخط دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ ان میں جسم اور روح کا تعلق ہے، اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر زندہ نہیں رہ سکتے۔۔۔ رسم الخط زبان کا لباس نہیں بلکہ اس کی جلد کی حیثیت رکھتا ہے۔“(۸)

سید قدرت نقوی کے مطابق حروف کی تعداد انگریزی سمیت رومن خط والی دیگر زبانوں میں دوگنی ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ انہیں بڑے اور چھوٹے حروف میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے مطابق حروف کی مختصر صورتیں اردو کی بصری خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔ نیز یہ وقت اور جگہ بھی کم گھیرتی ہیں۔ وہ نو آموزوں کی مشکل سے آگاہ ہیں البتہ یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ تھوڑی توجہ اور مشق سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔(۹) اردو میں ہم صوت آوازوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اردو رسم الخط میں بھی یہ اصوات مشکلات کا باعث ہیں کیونکہ ان کے لیے اردو میں عربی اور فارسی کے حروف مستقل استعمال کیے جاتے ہیں۔ بعض

ماہرین نے حروف کی زیادہ تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے خیال ظاہر کیا کہ چونکہ یہ اصوات تلفظ نہیں ہوتیں لہذا تحریر میں بھی ان کی جگہ قریب ترین مقامی حروف استعمال کیے جائیں۔ اردو کے بیشتر ماہرین اس خیال کو بھی رد کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح قرآنی حروف کی شکل بدل جائے گی اور اردو کا عربی کے علمی سرمائے سے رشتہ ٹوٹ جائے گا۔(۱۰) اردو کے مختصر مصوتے اعراب کے ذریعے تحریر میں ظاہر ہوتے ہیں۔ عام طور پر اردو تحریروں میں اس ضروری امر کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ شعبہ اردو کے اساتذہ نے اس جانب خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے نصابی کتب میں اعراب کے درست اور ضروری استعمال کا خیال رکھا ہے۔ اردو املا کے ضمن میں موجود انتشار کو دور کرنے کے لیے 'مقتدرہ قومی زبان' جس کو اب نیا نام 'ادارہ فروغ قومی زبان' ملا ہے کی مساعی قابل ذکر ہیں۔ اس ادارے کی زیر سرپرستی پاکستان میں بڑی حد تک اردو املا کے اختلافی معاملات طے پا چکے ہیں اور مشترک املا کے فروغ کے لیے سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ طلبہ کو اس حوالے سے کسی بڑی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

اردو زبان کی تحصیل کے دوران پیش آمدہ مسائل میں ایک اہم بے جان اسماء کی جنس کا مسئلہ ہے۔ عربی سمیت دنیا کی کئی اہم زبانوں میں اگرچہ یہ مسئلہ موجود ہے لیکن اردو میں اس کے تعین کے لیے کوئی حتمی قاعدہ موجود نہیں، جس سے اس کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ جاندار اسماء دنیا کی بیشتر زبانوں میں تذکیر و تانیث میں منقسم ہیں۔ لیکن اردو میں بے جان اسماء نہ صرف جنس کے حامل ہیں بلکہ اس سے حروف، ضمائر اور افعال بھی تبدیل ہوتے ہیں۔ تعین جنس کا کام صدیوں میں اہل زبان نے کیا ہے لہذا اس کی فقط پیروی کی جا سکتی ہے۔ البتہ طلبہ کی سہولت کی خاطر چند غیر حتمی اصول انہیں بتائے جاتے ہیں۔ مثلاً چند مستثنیات کو چھوڑ کر الف کی آواز پر ختم ہونے والے اسماء عام طور پر مذکر ہوتے ہیں اور 'ی' کی آواز پر ختم ہونے والے مؤنث، وغیرہ۔ ان کے علاوہ دیگر آوازوں پر ختم ہونے والے اسماء کی جنس توجہ اور مشق سے یاد کرنے کی ضرورت ہے۔ تذکیر و تانیث کے ضمن میں بھی اردو میں مستعمل عربی اسماء بعض اوقات طلبہ کو مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔ عربی

زبان کا فہم رکھنے والے طلبہ کی الجھن بڑھ جاتی ہے جب عربی مذکر اسم اردو میں مونث ہو جاتا ہے، یا کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ جیسے کرسی اور کتاب عربی میں مذکر جبکہ اردو میں مونث ہیں۔

قواعد کے ضمن میں ایک اہم مرحلہ اسماء کی جمع بنانے کا طریقہ سمجھنے کا ہے۔ اردو میں مذکر اور مونث اسماء کے لیے جمع بنانے کے طریقے مختلف ہیں۔ اگر طالب علم اسماء کی جنس سے مکمل آشنائی رکھتا ہے تو جمع بھی بآسانی بنا سکتا ہے۔ یہاں طالب علم سے اس صورت میں غلطی سرزرد ہوتی ہے جب وہ تعین جنس کے حوالے سے غلطی کا شکار ہو۔ اردو میں جہاں اس کے اپنے اصولوں کے مطابق جمع بنانے کا رواج ہے وہاں عربی اور فارسی جمع بھی استعمال ہوتی ہے۔ عربی میں جمع سے پہلے اور جمع سے مختلف تثنیہ بھی ہوتا ہے۔ اردو میں عام طور پر یہ بھی جمع کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مناسب ہوتا ہے کہ طالب علم کو عربی و فارسی جمع بنانے کے قاعدے بتا کر الجھانے کی بجائے فقط اصل صورتحال بتا دی جائے۔

آخر میں چند متفرق نکات کا مختصر ذکر کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک اصول امالہ ہے۔ اس مرحلے پر طلبہ کو رہنمائی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اردو کے مذکر اسماء کے علاوہ صفات، ضمائر و حروف کی وضع قطع بھی اس اصول کے تحت تبدیل ہوتی ہے۔ امالے کے اصول پر قدرت حاصل کیے بغیر طالب علم اچھی اور درست اردو بولنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ عربی و فارسی کے ایسے الفاظ، مرکبات جو اردو اور ترکی دونوں میں رائج ہیں جہاں ان زبانوں کو قریب لاتی ہیں وہاں بعض موقعوں پر مشکلات بھی پیدا کرتی ہیں۔ اردو میں عربی و فارسی خصوصاً عربی الفاظ و مرکبات کی بڑی تعداد کے معنی یکسر بدل گئے ہیں۔ یہ صورتحال طالب علم کو پریشان کر دیتی ہے کیونکہ اس کا شعور نئے معنی کو جلد قبول نہیں کرتا۔ پاکستان میں اردو قومی و کسی حد تک سرکاری زبان کے طور پر رائج ہے۔ اس کے ساتھ یہ پاکستان میں رابطے کی زبان کا فریضہ بھی سرانجام دیتی ہے۔ رب تعالیٰ نے اس مملکت خداداد کو بے بہا نعمتوں سے نوازا ہے۔ لسانی اعتبار سے بھی پاکستان ایک ذرخیز خطہ ہے اور یہاں ۷۲ (۱۱) زبانیں بولی جاتی ہیں۔ زبانوں کی اس گہما گہمی کا نتیجہ ہے کہ ہر پاکستانی اپنے لب و

لہجے میں اردو بولتا ہے۔ نیز مختلف علاقوں میں اس پر مقامی زبانوں کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اردو زبان کا طالب علم ابتدائی سطح پر اس رنگینی سے بھی کچھ پریشان ہو سکتا ہے۔ آزادی سے قبل برصغیر پر تقریباً نوے سال انگریزوں کی حکومت رہی۔ اس دوران اور اس کے بعد میڈیائی انقلاب و دیگر وجوہ کی بنا پر اردو پر تیزی سے انگریزی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ طالب علم بعض اوقات اس دورنگی سے بھی گھبرا جاتا ہے۔ نئی زبان کی تحصیل میں اس زبان کے سماجی، تہذیبی اور تاریخی عوامل سے ہم آہنگ ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ایک چینی یا جرمن طالب علم کی نسبت ترک یا عرب طالب علم سہولت کے ساتھ اس مرحلے کو طے کرتا ہے۔ کیونکہ ان زبانوں میں قابل ذکر حد تک یہ عوامل مشترک ہیں۔

مضمون ہذا عمومی طور پر اردو زبان کی تحصیل کے دوران پیش آمدہ مشکلات کے مجموعی جائزے پر مشتمل ہے۔ یہاں اردو زبان و ادب کے استاد کی حیثیت سے اپنے مشاہدات و تجربات قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ اس عرصے میں ترک طلبہ کی قابل ذکر تعداد کو بھی اردو سکھانے کا شرف حاصل ہوا، نیز اردو زبان و پاکستان سے ان کی بے لوث محبت کو سامنے رکھتے ہوئے مضمون کا بنیادی موضوع انہیں طلبہ کو بنایا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس تحریر سے ترک قوم کے دلوں میں موجود اردو اور پاکستان سے محبت کی شمع کو مزید جلا ملے گی۔

اردو اور ترکی زبانوں کے مابین پائی جانے والی قابل ذکر مماثلتوں کے باوجود چونکہ بنیادی طور پر یہ دو مختلف زبانیں ہیں۔ ہر دو زبان کا لسانی خاندان بھی الگ ہے اور ان کی ساخت بھی بالکل جدا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ یہ زبانیں صدیوں سے ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہی ہیں اور دونوں نے عربی و فارسی اثرات قبول کیے ہیں،

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگو ئجز کے تجربہ کار اساتذہ، ترقی یافتہ نصاب اور لنگویج لیبارٹری جیسی سہولتوں کے باوجود ایک طالب علم اگر عدم دل چسپی کا شکار ہے اور زبان سیکھنے کے لیے اپنے طور سنجیدہ نہیں ہے تب اردو زبان کی تحصیل بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ لازم ہے کہ طالبعلم بخوشی محنت کرے اور دل چسپی برقرار رکھے۔

Conclusion

Despite the fact that Urdu and Turkish languages share notable similarities, both languages belong to different language families. Another fact one cannot ignore is that both languages received assessable influence from Arabic and Persian languages. During this language transferability both languages acted differently while accepting these inspirations.

National University of Modern Languages has experienced faculty, modern syllabus and well equipped language laboratories. Faculty members and research associates are continually hard working to develop better and more effective techniques of language teaching. So here a student can easily learn a new language if he shows a bit of attention, no matter how much difficult and strange the language is. In this article it is attempted to present author's practices and tried to analysis the behavior of Turk students during learning Urdu language. It is found that there are some areas in Urdu language especially in phonetics and syntax, where students feel strain but if they overcome on these than there is nothing much problematic to learn fluent Urdu.

حوالہ جات

۱- www.numl.edu.pk

۲-urdu-urdu@numl.edu.pk

۳- Chomsky, Noam, Aspects of the Theory of Syntax. MIT Press, Page 25

۴- شفیق انجم، ڈاکٹر، اردو، عربی اور انگریزی کی اصوات: ایک تقابل، مشمولہ دریافت ۹، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگویجز، اسلام آباد، ص ۳۷۴

۵- ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد، حصہ صرف، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۱۹۴

۶-http://aboutworldlanguages.com/persian

۷-http://aboutworldlanguages.com/turkish

۸- فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،اردو زبان و ادب،الوقار پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۵ء،ص ۶۲

۹- قدرت نقوی،سید،مرتب،لسانی مقالات،حصہ اول،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۱۹۸۸ء،ص ۱۸۱

۱۰- قدرت نقوی،سید،مرتب،لسانی مقالات،ایضاً،ص ۱۸۱

۱۱- http://www.ethnologue.com/country/PK